Regd No. L. 5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ :۔ الفضل لاہور

روزنامہ

الفضل

لاہور

یوم یکشنبہ

۲ ذی الحجہ ۱۳۷۱ ھجری

شرح چندہ
سالانہ ۲۴ روپے
ششماہی ۱۳ ”
سہ ماہی ۷ ”
ماہوار ۲½

فی پرچہ ۱ آنہ

جلد ۴۰/۶ | ۲۴ ظہور ۱۳۳۱ ھش | ۲۴ اگست ۱۹۵۲ء | نمبر ۲۰۰

اخبار احمدیہ

لاہور ۲۳ اگست ۔ مکرم نواب محمد عبداللہ خاں صاحب کو کل رات پھر بخار ہو گیا تھا ۔ آج شام بھی ٹمپریچر ۹۹ ہے ۔ کمزوری بدستور ہے ۔ غنودگی بہت رہتی ہے ۔ احباب صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا جاری رکھیں ۔

توریت کا ایک قدیم نسخہ

قاہرہ ۲۳ اگست ۔ شاہ فاروق کے سامان میں سے توریت کا ایک قدیم نسخہ برآمد ہوا ہے ۔ یہ نسخہ سابق شاہ فاروق نے خریدا تھا جب یہودیوں نے اسے حاصل کرنے کیلئے شاہ کو دس لاکھ ڈالر کی پیشکش کی تھی ۔ حکومت نے اس نسخہ کی قدر و قیمت جانچنے کیلئے ماہرین کی ایک کمیٹی مقرر کر دی ہے ۔

”پاکستان متروکہ جائدادوں کا سوال بین الاقوامی عدالت میں پیش کرنے کیلئے تیار ہے

لیکن اس شرط پر کہ ہندوستان تمام تصفیہ طلب امور طے کرنے کیلئے اسی طریق کار کو اختیار کرنے پر آمادہ ہو جائے“ (اشتیاق حسین قریشی)

کراچی ۲۳ اگست ۔ وزیر مہاجرین ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی نے کہا ہے کہ پاکستان اس شرط پر متروکہ جائدادوں کا سوال کسی بین الاقوامی عدالت یا ثالث کے سامنے رکھنے کے لئے تیار ہے کہ ہندوستان دونوں ملکوں کے تمام تصفیہ طلب امور کو طے کرنے کے لئے یہی طریق کار اختیار کرنے پر آمادہ ہو جائے ۔ وزیر موصوف ہندوستانی اخبارات کی اس خبر پر تبصرہ کر رہے تھے کہ ہندوستان عنقریب پاکستان سے کہے گا کہ وہ متروکہ جائدادوں کا سوال کسی بین الاقوامی عدالت کے سامنے پیش کرے ۔ انہوں نے کہا ہندوستان متروکہ جائیدادوں پر ناجائز طریقے سے قبضہ کرنے کے بہانے ڈھونڈھ رہا ہے اور چاہتا ہے کہ کسی طرح پاکستان بھی اس پر رضامند ہو جائے ۔ پاکستان اس طرح جائیدادوں کی ضبطی پر ہرگز رضامند نہیں ہو سکتا ۔ یہ چیز تمام سابقہ معاہدوں کے خلاف ہے اور ویسے بھی دنیا کے کسی قانون کی رو سے جائز نہیں ۔

اسلام کے اُن نامور جرنیلوں کی یاد تازہ رکھئے جو تاریخ کے اوراق پر اپنے عظیم کارناموں کے غیر فانی نقوش چھوڑ گئے ہیں (الحاج خواجہ ناظم الدین)

کوئٹہ ۲۳ اگست ۔ وزیر اعظم الحاج خواجہ ناظم الدین نے آج صبح کاکول میں ملٹری اکیڈیمی کے کامیاب طلباء کی سالانہ پریڈ کا معائنہ کیا ۔ اس سال اعزازی تلوار کیڈٹ عبدالقیوم کو ملی ۔ وہ مشرقی پاکستان کے پہلے کیڈٹ ہیں جنہیں یہ اعزاز ملا ہے ۔ بہترین طالب علم ہونے کا طلائی تمغہ بھی انہوں نے ہی حاصل کیا ۔ اس موقعہ پر طلباء سے خطاب کرتے ہوئے الحاج خواجہ ناظم الدین نے کہا ۔ آپ لوگوں کا فرض ہے کہ آپ اسلام کے ان نامور جرنیلوں کی یاد تازہ رکھیں جو تاریخ کے اوراق پر اپنی بے مثال شجاعت اور عظیم کارناموں کے غیر فانی نقوش چھوڑ گئے ہیں ۔ چاہیئے کہ آپ میں سے ہر ایک صرف سپاہی ہی نہیں بلکہ سچا مسلمان اور سچا مجاہد بنے ۔ ہماری فوج کو اپنی شجاعت اور دلیرانہ کارناموں کی وجہ سے دنیا میں ناموری حاصل ہے اور ملک کو اس وجہ سے بجا طور پر فخر ہے ۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ آپ لوگ بھی اپنی فوج کی شاندار روایات اور حسن کارکردگی کا اعلےٰ معیار قائم رکھیں گے ۔ طارق کمپنی بہترین کمپنی قرار پائی اور اسے قائد اعظم کا جھنڈا دیا گیا ۔

حبشی اور سفید فام طلباء میں امتیاز ختم کرنے کا مطالبہ

واشنگٹن ۲۳ اگست ۔ امریکی استادوں کی فیڈریشن نے اپنی پانچویں سالانہ کنونشن میں ایک قرارداد منظور کی ہے ۔ جس میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ سکولوں میں تعلیم پانے والے حبشی اور سفید فام لڑکوں کے درمیان امتیاز ختم کر دیا جائے

ریڈ کراس کی چھ جماعتیں ملایا جائیں گی

کنبرا ۲۳ اگست ۔ آسٹریلیا کے وزیر خارجہ مسٹر کیسی نے اعلان کیا ہے کہ آسٹریلیا کی حکومت ریڈ کراس کی چھ جماعتیں ملایا بھیجے گی ۔ ان پر جو خرچ آئے گا اس کا تین چوتھائی حکومت خود برداشت کرے گی ۔ یہ جماعتیں کولمبو منصوبے کے تحت بھیجی جائیں گی ۔

صحرا کا ۳۰ لاکھ ایکڑ علاقہ چراگاہوں میں تبدیل کرنیکی تجویز

قاہرہ ۲۳ اگست ۔ وزیر اعظم علی ماہر پاشا نے فوج کے تیار کردہ ایک منصوبے کی منظوری دیدی ہے ۔ اس کے تحت صحرا کے تیس لاکھ ایکڑ علاقے کو چراگاہوں میں تبدیل کیا جائے گا ۔

آسٹریلیا کا پانچ ہزار ٹن کوئلہ عنقریب پاکستان پہنچ جائیگا

کنبرا ۲۳ اگست ۔ آج کل آسٹریلیا کی ایک بندرگاہ میں ترکی کے ایک جہاز پر پانچ ہزار ٹن کوئلہ لادا جا رہا ہے ۔ یہ کوئلہ پاکستان بھیجا جائے گا ۔ پاکستان نے آسٹریلیا سے جو ۳۰ ہزار ٹن کوئلہ خریدا ہے یہ اس کا ایک حصہ ہے

شاہ حسین پیر کو عمان پہنچیں گے

عمان ۲۳ اگست ۔ اردن کے نوعمر بادشاہ شاہ حسین اور ان کی والدہ ملکہ زین سوئٹزرلینڈ سے پیر کو بذریعہ ہوائی جہاز اردن پہنچ رہی ہیں ۔

کیلیفورنیا میں شدید زلزلہ
چھ آدمی ہلاک اور متعدد زخمی

واشنگٹن ۲۳ اگست ۔ کیلیفورنیا میں بیکرز فیلڈ کے قریب سخت زلزلہ آیا ہے ۔ اس کی وجہ سے چھ آدمی ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے ہیں ۔ زلزلہ کے جھٹکے ابھی تک محسوس ہو رہے ہیں ۔ ایک ہواباز نے ہوائی جہاز کے ذریعہ نقصان کا اندازہ لگانے کے بعد بیان کیا ہے کہ زلزلہ سے قریباً پچاس ہزار افراد متاثر ہوئے ہیں ۔ پولیس نے کاروباری علاقہ کو خالی کر دینے کا حکم دیا ہے تا کہ لوگ مزید نقصان سے بچے رہیں ۔

مسٹر نورالامین مشرقی بنگال مسلم لیگ کے نئے صدر منتخب ہو گئے

ڈھاکہ ۲۳ اگست ۔ مشرقی بنگال کے وزیر اعلےٰ مسٹر نورالامین کو مشرقی بنگال مسلم لیگ کونسل نے متفقہ طور پر صوبائی مسلم لیگ کا صدر منتخب کیا ہے ۔ صوبائی اسمبلی کے ایک رکن خواجہ عبدالمنان جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے ہیں ۔

ہندوستانی اخباروں کی خبر قطعاً بے بنیاد ہے
گنبد خضرا کو کوئی نقصان نہیں پہنچا

کراچی ۲۳ اگست ۔ یہاں سعودی عرب کے سفارتخانہ نے ہندوستانی اخباروں کی اس خبر کو قطعاً بے بنیاد قرار دیا ہے کہ سعودی حکومت مسجد نبوی کے گنبد خضرا کو منہدم کرنا چاہتی ہے ۔ اس سلسلہ میں جو اعلان جاری کیا گیا ہے اس میں لکھا ہے کہ گنبد خضرا کو کوئی نقصان نہیں پہنچا ۔ گنبد اچھی حالت میں ہے ۔ اور مرمت کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی ۔

دونوں حکومتوں نے نئے تجارتی معاہدہ کی منظوری دیدی

کراچی ۲۳ اگست ۔ اس مہینے کی پانچ تاریخ کو نئی دہلی میں ہندوستان اور پاکستان کے درمیان جس نئے تجارتی معاہدہ پر دستخط ہوئے تھے دونوں حکومتوں نے اسے منظور کر لیا ہے ۔ اس سمجھوتہ پر اگلے سال جون کے آخر تک عمل جاری رہے گا ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ارفع و اعلیٰ شان

— کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ —

عجب دارم دلِ آں ناکساں را ✽ کہ رُو تابند از خوانِ محمدؐ

میں ان نالائقوں کے دلوں پر تعجب کرتا ہوں جو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے دستر خوان سے منہ پھیرتے ہیں

ندانم ہیچ نفسے در دو عالم ✽ کہ دارد شوکت و شانِ محمدؐ

دونوں جہاں میں میں کسی شخص کو نہیں جانتا ۔ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سی شان و شوکت رکھتا ہو ۔
(درثمین)

ایڈیٹر :۔ روشن دین تنویر بی ۔ اے ۔ ایل ۔ ایل ۔ بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے پاکستان پرنٹنگ ورکس میں چھپوا کر ۳ میکلگن روڈ لاہور سے شائع کیا

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو الناصر

لیبر پارٹی اور مزدوروں اور کسانوں کی انجمن کے متعلق جماعت احمدیہ کے سابق رویہ میں تبدیلی

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

احباب کو معلوم ہے کہ جماعت احمدیہ کا سابق رویّہ یہ رہا ہے کہ کسی قسم کی لیبر انجمنوں کی تحریک وغیرہ میں ہماری جماعت کے لوگ حصہ نہ لیں۔ کیونکہ ایسی مجالس بعض دفعہ سٹرائک کا اعلان کرتی ہیں۔ اور سٹرائک کرنے کو ہماری جماعت اس لئے ناپسند کرتی ہے۔ کہ اس میں زبردستی اور زور کا دخل ہے۔ جہاں تک اصول کا سوال ہے۔ ہم اب بھی اس اصل کو مانتے ہیں۔ لیکن جہاں تک قانون کا سوال ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان گورنمنٹ نے بھی اور دنیا کی اور دنیا کی بہت سی اور گورنمنٹوں نے بھی سٹرائک وغیرہ کے اصول کو تسلیم کر لیا ہے۔ اور اس کو جائز قرار دے دیا ہے۔ گو بعض شرائط اس پر لگا دی ہیں۔ اس لئے چونکہ قانون ایک چیز کو جائز قرار دیتا ہے۔ کوئی وجہ نہیں کہ اس سے ہماری جماعت کے لوگ فائدہ نہ اٹھائیں۔ پس اس اعلان کے ذریعہ سے میں جماعت کے لوگوں کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آئندہ شوریٰ کے فیصلہ تک ہماری جماعت کے مزدور یا ملازم اپنے پیشہ کی انجمنوں یا لیبر تحریکوں میں حصہ لے سکتے ہیں۔ صرف اس شرط کے ساتھ کہ وہ کسی ایسی سٹرائک میں شامل نہ ہوں۔ جس کو قانوناً ناجائز قرار دیا گیا ہو۔ باقی اپنے پیشہ کے لوگوں کی ترقی کے لئے ہر قسم کی جدوجہد وہ کر سکتے ہیں۔ اور جو سٹرائک قانوناً جائز ہے۔ اس میں وہ حصہ لے سکتے ہیں۔ لیکن میں نے بتایا ہے کہ ان کو یقین یہی رکھنا ہوگا کہ سٹرائک بذاتہٖ ناجائز ہے۔ لیکن چونکہ ملک کا قانون اور حکومت کا طریق ایسا ہے۔ کہ سٹرائک کے بغیر حقوق حاصل کرنے کا کوئی راستہ اس نے نہیں کھولا۔ اور اسی وجہ سے اس نے خود سٹرائک کو اکثر حالات میں جائز قرار دے دیا ہے۔ اس لئے ان مجبوریوں کی وجہ سے ایک احمدی ایسی انجمنوں میں حصہ لیتا ہے۔ اگر یہ حالات بدل جائیں اور حکومت ایسے قوانین بنا دے کہ جن کے ذریعہ سے مزدور اور ملازم پیشہ لوگ اپنے حقوق حاصل کر سکتے ہوں۔ تو قانوناً بھی اور شرعاً بھی سٹرائک ناجائز ہو جائے گی۔ ہماری جماعت کے لئے بڑی دقت یہی تھی کہ جب وہ ایسی انجمنوں میں شامل ہوتے تھے۔ تو ان سے سوال کیا جاتا تھا کہ کیا آپ لوگ سٹرائک میں شامل ہوں گے؟ اور احمدی کہتے تھے نہیں کیونکہ ہمارے نزدیک یہ جائز نہیں۔ لیکن چونکہ اب رائج الوقت قانون نے دو قسم کی سٹرائکیں قرار دے دی ہیں۔ ایک جائز اور ایک ناجائز اس لئے احمدی کہہ سکتے ہیں۔ کہ ہم ہر قسم کی جائز کوشش میں حصہ لیں گے۔ اور جائز سٹرائک میں بھی حصہ لیں گے۔ لیکن اگر کوئی خلاف قانون سٹرائک ہوئی۔ تو ہم حصہ نہیں لیں گے۔ اور اگر کسی عہدہ پر ہوئے تو اس سے استعفیٰ دیدیں گے اس صورت میں میں سمجھتا ہوں کہ جو شکوہ مزدوروں اور ملازموں کی انجمنوں کو احمدیوں سے تھا وہ بہت حد تک کم ہو جائے گا۔ اور ان کی غلطی بہت حد تک دور ہو جائے گی۔ پس اس اعلان کی روشنی میں احمدی اپنے پرانے طریق عمل کو بدل لیں۔ اور اپنے پیشے یا اپنے محکمہ کی ایسی انجمنوں میں شامل ہو جائیں۔ جو کہ اس پیشہ یا اس محکمہ کے ملازموں کے حقوق کے لئے بنائی گئی ہیں اور اگر ایسی سٹرائک اس محکمہ یا کارخانہ کے کارکن کریں۔ جس کو قانون منع نہیں کرتا۔ تو بے شک اس سٹرائک میں بھی شامل ہو جائیں۔ کیونکہ حکومت امن کی ذمہ وار ہے۔ جب وہ ایک سٹرائک کو جائز قرار دیتی ہے۔ تو ہمارے لئے اسکو ناجائز قرار دینے کی کوئی وجہ نہیں۔ خصوصاً جبکہ حکومت کی پالیسی کے بنانے میں ہمارا کوئی اختیار نہیں۔ میں اس مسئلہ کو ایک دفعہ جماعت کی مجلس شوریٰ کے سامنے بھی رکھوں گا۔ اور مجلس شوریٰ میں غور کرنے کے بعد جو فیصلہ ہوگا۔ وہ آخری فیصلہ ہوگا۔ مگر میں جماعت کی مشکلات کو دیکھتے ہوئے ازخود ہی موجودہ اعلان کر رہا ہوں۔ اگر بعد میں کسی تبدیلی کی کوئی ضرورت سمجھی گئی۔ تو وہ صحیح کی جائے گی۔

خاکسار:- مرزا محمود احمد
(خلیفۃ المسیح الثانی)
۲۱/۸/۵۳

(بقیہ صفحہ ۳)

زمیندار لکھتا ہے۔

"سر ظفر اللہ کا تقرر حضرت قائداعظم کے حکم سے عمل میں آیا تھا اگرچہ اس وقت بھی کوئی صحیح العقیدہ مسلمان اس انتخاب پر خوش نہیں تھا۔ تاہم ایک تو قائداعظم کا پاس ادب ملحوظ خاطر تھا دوسرے پاکستان نیا نیا معرض وجود میں آیا تھا"

(۱۰ر اگست سنہ ۱۹۵۲ء)

بالفاظ دیگر تمام احراری لیڈر جو چوہدری محمد ظفراللہ خاں کے خلاف فتنہ کھڑا کرنے کے بانی تھے۔ اور جن کی ساری عمر اسلام اور مسلمانوں سے غداری میں بسر ہوئی وہ تو صحیح العقیدہ مسلمان ہیں مگر صحیح العقیدہ مسلمان نہیں تو وہ مرد مجاہد جس نے ہندو اور انگریز کی سازشوں کو شکست الزام کیا۔ اور دنیا کی سب سے بڑی اسلامی مملکت کی بنا ڈالی ع

ایں چہ بوالعجبی است

سابق وزیر صنعت بھی بول اٹھے

جناب چودھری نذیر احمد صاحب سابق وزیر صنعت نے حال ہی میں ایک بیان دیا ہے۔ جس میں آپ نے وزیر خارجہ پاکستان کی "تربیت" اور "افتاد طبع" پر تبصرہ کرتے ہوئے یہ بتانے کی ناکام کوشش کی ہے۔ کہ خارجہ پالیسی برطانیہ و امریکہ کی حاشیہ بردار ہے۔ (زمیندار ۱۵ر اگست)

آپ کی یہ رائے حقیقت کے مطابق ہے یا نہیں اس کا اندازہ اس تاریخ کے "زمیندار" سے لگائیے لکھا ہے۔

"آج خدا کے فضل و کرم سے یہ حالت ہے کہ پاکستان کے ساتھ تمام اسلامی و غیر اسلامی حکومتوں کے سفارتی تعلقات ہیں۔ چونکہ پاکستان تمام اسلامی حکومتوں کو انگریزوں اور فرانسیسیوں کی استعماری گرفت سے آزاد دیکھنے کا آرزو مند ہے اور ان کے حقوق و مفاد کے تحفظ کے سلسلہ میں ان کی آئینی مدد کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ اس لئے قدرتی طور پر یہ حکومتیں پاکستان کو اپنا ہمدرد سمجھتے ہوئے اسے طاقتور دیکھنا چاہتی ہیں۔"

اگر ہماری خارجہ پالیسی واقعی برطانیہ کی حاشیہ بردار ہے۔ تو تمام اسلامی ممالک انگریزوں کی استعماریت سے آزاد ہونے کے لئے ہم سے کیوں لپٹے ہوئے ہیں۔ کیا احراری سیاستدان بیدار ہیں اور یہ ممالک عالم خواب میں ہیں۔؟

طفیلِ شاہِ بطحاؐ

رسولِ ہاشمیؐ کی شان پر ایمان ہے اپنا
نجانے کفر کا فتوےٰ کسے دیتے ہیں نادان
ہزار آفت سہی لیکن یہ کشتی اب نہ ڈوبے گی
خوشا آخر مرے دشمن نے اپنے منہ کی کھائی ہے
تمہارے پاس ہے تیغ و تبر کی گو فراوانی
مجھے مرغوب ہے انداز حق گوئی و بے باکی
کمربستہ ہوں ناموسِ وطن پر جان دینے کو
ذرا ہمت سے گر اسلام کی پرچم کشائی ہو

وہی کلمہ وہی کعبہ وہی قرآن ہے اپنا
اسی روزہ نماز و حج پہ جب ایقان ہے اپنا
جو سچ پوچھو تو یہ دل خوگرِ طوفان ہے اپنا
طفیلِ شاہِ بطحاؐ آج پھر میدان ہے اپنا
دعائے نیم شب کا بہترین سامان ہے اپنا
کہ اقلیمِ قلم کا نامور سلطانؑ ہے اپنا
جناح اپنا ہے لیگ اپنی ہے پاکستان ہے اپنا
سیام و چین کیا جاپان و انگلستان ہے اپنا

خدائے پاک خود میری مدد فرمائیں گے احسن
ہوا کیا آجکل دشمن جو ہر انسان ہے اپنا

احسن اسمٰعیل صدیقی

روزنامہ الفضل لاہور

مورخہ ۲۴ اگست

پبلک کی آواز

"آجکل جمہوریت کا زمانہ ہے"۔ یہ الفاظ ہر لکھے پڑھے کی زبان پر ہیں۔ اور وہ ملا لوگ بھی جو قانونِ شریعت کا سٹنٹ چلا رہے ہیں۔ جب جمہوریت کے لفظ سے اپنا کام نکلتا دیکھتے ہیں تو یہ جانتے ہوئے بھی کہ اسلام میں حق حق ہے۔ اور کثرت تعداد سے حق باطل نہیں بن سکتا اور نہ باطل حق بن سکتا ہے۔ اس لفظ کی آڑ لیتے ہیں چنانچہ جب بھی احراری اور مودودیئے احمدی مسلمانوں کے خلاف مطالبات کرتے ہیں تو یہی کہتے ہیں۔ کہ یہ جمہور اہل اسلام کی آواز ہے۔ گویا ان لوگوں کے نزدیک حق اور باطل اپنی ذات میں کوئی شے نہیں ہے۔ جس کو اکثریت حق کہدے وہ حق ہے اور جسکو باطل کہدے وہ باطل ہے۔ اگر دین کا کام عوام کی اکثریت پر ہوتا تو آج اللہ تعالےٰ کا کوئی بندہ کامیاب نہ ہوتا۔

دور جانے کی بات نہیں۔ جب حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں حق کی آواز اٹھائی۔ تو مکہ کی اکثریت کا فیصلہ ان کے خلاف تھا۔ تمام بڑے بڑے قریش سردار آپ کے خلاف تھے۔ تمام بڑے بڑے قبیلے آپ کے خلاف تھے۔ شروع میں فقط چند غلام ہی آپ کے ساتھ ملے تھے۔

اگر اللہ تعالےٰ کا اصول بھی اکثریت کا اصول ہوتا۔ اور وہ بھی جمہوریت کے لادینی اصول کے مطابق فیصلہ پسند کرتا۔ تو وہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہتا بس بس حق کی تبلیغ چھوڑ دو۔ جمہور کی آواز تمہارے خلاف ہے۔ مگر اللہ تعالےٰ نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ اس نے آنحضرت صلعم سے یہی کہا کہ اکثریت کی پروا نہ کرو۔ یہ جمیعیں سب غلطی پر ہیں۔ تم ہی حق پر ہو اپنی تبلیغ کئے جاؤ۔

آج احراریوں اور مودودیوں نے اللہ تعالےٰ کے اس عظیم الشان اصول کو لادینی جمہوری اصول کے لئے قربان کر دیا ہے۔ اور سب سے بڑی دلیل ان کے پاس یہی رہ گئی ہے۔ کہ یہ جمہور کا مطالبہ ہے اور حکومت کو اسے ضرور تسلیم کر لینا چاہیئے۔ مودودیوں کے مولوی امین احسن صاحب اصلاحی ہی نہیں بلکہ خود مودودی صاحب بھی یہی سب سے بڑی دلیل پیش کرتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ خود جمہوری ممالک بھی عملاً اس اصول کو تسلیم نہیں کرتے۔ وہ بھی بڑے بڑے اہم فیصلوں میں رائے کی صلابت کو دیکھتے ہیں۔ اور عوام کی غوغا آرائی کی کچھ پروا نہیں کرتے جمہوری نظام بھی ایک نظام رکھتا ہے۔ محض پبلک کی غوغا آرائی کا نام جمہوریت نہیں ہے۔ عوام اپنے ووٹوں سے صرف اپنے نمائندے چنتے ہیں۔ انتخاب کے وقت ان کا حق ہوتا ہے۔ کہ جسکو چاہیں اپنا ووٹ دیں لیکن جب انتخابات کے مطابق کوئی حکومت بنتی ہے۔ تو عوام کی غوغا آرائی کو حکومت کے کاروبار کی سرانجام دہی میں دخل دینے کا کوئی حق نہیں رہتا۔

خواجہ ناظم الدین صاحب وزیر اعظم پاکستان نے اپنی یوم آزادی کی تقریر میں اس بات کو اچھی طرح واضح کر دیا ہے۔ بلکہ آپ نے یہاں تک بھی فرما دیا ہے۔ کہ محض جلسے جلوسوں میں بھیڑ اکٹھی کر لینے سے ثابت نہیں ہوتا ہے۔ کہ کوئی آواز اکثریت کی آواز ہے۔

غوغا آرائی کرنے والوں میں سے سب سے زیادہ موثر اخبارات ہوتے ہیں۔ آجکل کسی ملک میں پبلک کی رائے کا اندازہ ان سے بھی کیا جاتا ہے مگر امریکہ جیسے ملک میں جہاں کا پریس یقیناً ہمارے روزنامہ "زمیندار" ایسے اخبارات پر مشتمل پریس سے بہت زیادہ باوقار بہت زیادہ قابل اعتماد سمجھا جاتا ہے۔ وہاں بھی واقعات سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ اخبارات بھی پبلک کے صحیح ترجمان نہیں ہوتے۔ چنانچہ ذیل میں ہم "نوائے وقت" مورخہ ۲۳ اگست ۱۹۵۲ء سے ایک حوالہ پیش کرتے ہیں جو اس ضمن میں خاصہ سبق آموز ہے فھو ھذا

> پریس کی طاقت کے افسانے ساری دنیا میں مشہور ہیں۔ اور امریکہ کا پریس غالباً ساری دنیا میں سب سے زیادہ مالدار اور سب سے مضبوط ہے مگر گزشتہ ۲۰ برس کی تاریخ شاہد ہے کہ کم از کم صدارتی انتخاب میں امریکہ کا پریس بڑا ہی بے اثر ثابت ہوا ہے۔ ۱۹۳۲ء میں صدارتی مقابلہ مسٹر ہوور اور مسٹر روزویلٹ کے درمیان تھا۔ اور امریکی اخبارات کی عظیم اکثریت مسٹر ہوور کی حامی تھی۔ مگر عوام کی عظیم اکثریت نے مسٹر روزولٹ کی حمایت کی۔ اور وہ امریکہ کے صدر منتخب کر لئے گئے۔ ۱۹۳۶ء میں مسٹر روزولٹ دوبارہ امیدوار تھے اور اس مرتبہ مسٹر لینڈن نے ان کا مقابلہ کیا۔ امریکی اخبار مسٹر لینڈن کے ساتھ تھے مگر امریکی اخبار بین عوام نے حسب سابق مسٹر روزولٹ کا ساتھ دیا۔ اور وہ دوسری مرتبہ صدر منتخب ہو گئے۔ تیسری بار ۱۹۴۰ء میں مسٹر روزولٹ کے حریف مسٹر ولکی تھے۔ اور اخبارات کی اکثریت ان کی تائید کر رہی تھی۔ مگر وہ بھی شکست کھا گئے۔ ۱۹۴۴ء میں مسٹر روزولٹ چوتھی مرتبہ انتخاب صدارت کے لئے اکھاڑے میں اترے۔ تو ان کے مقابلہ میں ری پبلکن پہلوان نیویارک کے گورنر ڈیوی تھے۔ امریکہ کے کم و بیش سبھی بڑے اخبار گورنر کا پروپیگنڈا کر رہے تھے۔ مگر جب ووٹ گنے جا چکے تو معلوم ہوا کہ صرف اخبار گورنر ڈیوی کے ساتھ تھے۔ عوام کی اکثریت ان کے ساتھ نہ تھی۔ ۱۹۴۸ء میں مسٹر ٹرومین امیدوار تھے۔ اور ان کے حریف یہی گورنر ڈیوی تھے۔ اس مرتبہ سب کو یقین تھا کہ گورنر ڈیوی ضرور جیت جائیں گے۔ . . . . مگر جب نتیجہ نکلا تو گورنر ڈیوی دوسری مرتبہ چاروں شانے چت تھے۔ (نوائے وقت ۲۳ اگست)

جب امریکہ جیسا عظیم پریس بھی پبلک کی صحیح ترجمانی نہیں کرتا تو روزنامہ "زمیندار" "آزاد" اور "تسنیم" ایسے فرقہ وارانہ اخبارات کو تمام پبلک کا ترجمان کس طرح سمجھا جا سکتا؟

پھر جماعت احمدیہ کے مخالف چند مولوی حکومت کو یہ بھی دھوکہ دے رہے ہیں کہ تمام مسلمان ان کے ساتھ ہیں یہ محض ایک فرضی اور مبنی بر فریب بات ہے۔ خواجہ ناظم الدین نے جیسا کہ ہم نے اوپر عرض کیا ہے۔ اس فریب کا پردہ بھی اپنی تقریر میں چاک کر دیا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ احمدی مسلمانوں کے خلاف یہ شورش صرف چند احراری لیڈروں اور مودودیوں کی پیدا کردہ ہے۔ اور وہ بھی صرف صوبہ پنجاب کے بعض حصوں میں پاکستان کا کوئی دوسرا صوبہ اس میں حصہ نہیں لے رہا۔ مشرقی بنگال ہے جہاں کم سے کم تین ساڑھے تین کروڑ مسلمان آباد ہیں ایک بھی آواز احراریوں اور مودودیوں کی ہمنوائی میں بلند نہیں ہوئی۔ خود پنجاب میں بھی صرف بعض شہروں اور قصبوں میں احراری اور مودودی غنڈوں نے شریف لوگوں کو ڈرا دھمکا کر ہڑتالیں کروائی ہیں۔ ورنہ عام شریف شہری احراریوں اور مودودیوں کی ان مذبوحی حرکات سے سخت بیزار ہیں۔ اس لئے جمہوریت کا بھی محض ایک سٹنٹ ہے اور کچھ بھی نہیں۔

الغرض نہ تو اکثریت کی رائے اسلام میں کوئی حق کا معیار ہے۔ اور نہ فی الحقیقت پاکستانی مسلمانوں کی اکثریت احراریوں اور مودودیوں کی موید ہے۔

غیر مسلم اکثریت

مودودی صاحب مسلمان اکثریت کے متعلق فرماتے ہیں:-

> "اکثر لوگ اقامت دین کی تحریک کے لئے کسی ایسے مرد کامل کو ڈھونڈتے ہیں جو ان میں سے ایک ایک شخص کے تصور کمال کا مجسمہ ہو۔ دوسرے الفاظ میں یہ لوگ دراصل نبی کے طالب ہیں اگرچہ زبان سے ختم نبوت کا اقرار کرتے ہیں۔ اور کوئی اجرائے نبوت کا نام بھی لے دے۔ تو اس کی زبان گدی سے کھینچنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ مگر اندر سے ان کے دل ایک نبی مانگتے ہیں اور نبی سے کم کسی پر راضی نہیں"
>
> (ترجمان القرآن دسمبر ۱۹۴۲ء صفحہ ۱۰۶)

توقع کی جا رہی ہے کہ "جماعت اسلامی" کے امیر ختم نبوت کے ان "باطنی منکرین" کے خلاف عنقریب ایک موثر اقدام کرتے ہوئے مطالبہ کریں گے۔ کہ انہیں فوراً "غیر مسلم اکثریت" قرار دے دیا جائے اور اسلامی حکومت قائم ہونے پر قتل بھی کیا جائے۔

اسلام سے استعفا

"زمیندار" رقمطراز ہے۔

> پاکستان میں صدیوں کے بعد اسلامی آئین کا تجربہ پہلی مرتبہ کیا جا رہا ہے۔ اسلئے عوام کو اس کے لئے تیار رہنا چاہیئے کیونکہ جب تک مسلمان خود بھی اپنی زندگی کو شریعت اسلامیہ کے مطابق ڈھالنے پر آمادہ نہیں ہوتے خالی قانون ان کو کیا فائدہ پہونچا سکتا ہے"
>
> (۱۶ اگست ۱۹۵۲ء)

چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب وزیر خارجہ کبھی مستعفی ہوں گے یا نہیں۔ یہ ہم نہیں کہہ سکتے مگر "زمیندار" کے اس حقیقت افروز بیان سے یہ ضرور پتہ چلتا ہے۔ کہ صدیاں بیت گئیں۔ عوام اسلام سے استعفا دے چکے ہیں۔

قائداعظم کی شان میں گستاخی

وزیر خارجہ کی تقریر پر تبصرہ کرتے ہوئے

دبا[illegible]

ڈاکٹر یوسف سلیمان صاحب مرحوم و مغفور

(از مکرم سردار مصباح الدین صاحب)

الفضل میں مبلغ اسلام امام صاحب مسجد لنڈن کی اطلاع سے معلوم ہوا کہ ڈاکٹر سلیمان صاحب رحلت کر گئے۔ وما نتول الا ما یرضی ربنا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ سوائے ان دوستوں کے جو تبلیغ کے سلسلہ میں انگلستان گئے۔ جماعت کے باقی احباب کو علم نہیں۔ کہ ڈاکٹر سلیمان مرحوم کون اور کس مرتبے کے ہمارے بھائی تھے۔ یہ چند سطور اسی لئے لکھی جا رہی ہیں۔ کہ جماعت کو علم ہو۔ کہ وہ اپنے کیسے قیمتی اور سرگرم کارکن کی خدمات سے محروم ہو گئی ہے۔ تاکہ وہ طبعی جوش سے اپنے مرحوم بھائی کے لئے دعائے مغفرت کر کے ثواب حاصل کرے۔

معلوم نہیں کہ الفضل میں شائع شدہ وفات کی اطلاع میں ان کے متعلق نو مسلم کا لفظ کیوں لکھا گیا ہے۔ مرحوم بھائی نو مسلم نہ تھے۔ بلکہ پیدائشی مسلمان تھے۔ ان کے آباء ان ہندی مسلمانوں میں سے تھے۔ جو کسی وقت جنوبی افریقہ میں جا آباد ہوئے تھے۔ ان کے والد صاحب ایک مرفہ حال تاجر تھے۔ گاندھی جی کے دوست اور معاون تھے۔ غالباً گاندھی جی ہی کے مشورہ پر انہوں نے اپنے جگر گوشہ کو تعلیم کے لئے انگلستان بھیجا تھا۔ اور مرحوم کی موجودگی میں جتنی مرتبہ بھی گاندھی جی کو انگلستان آنے کا اتفاق ہوا۔ وہ مرحوم کو ملتے رہے۔ مرحوم نے ابھی اپنی مادری زبان بھی نہ سیکھی تھی۔ کہ والد نے ماں کی کنارِ عاطفت سے جدا کر کے انگلستان بھیج دیا۔ سو مرحوم نے انگریزی زبان غیر ملکیوں کی طرح پڑھی اور سیکھی نہیں تھی۔ بلکہ اہل زبان کے بچوں کی طرح ہی ان کی بھی مادری زبان ہی انگلش تھی۔ نہ صرف زبان ہی بلکہ زندگی کے تمام طور طریقے بھی سب انگریزی ہی تھے۔ اتنی کم سنی میں انگلستان بھیج دیئے گئے تھے۔ کہ ان کے دماغ میں اپنے والدین کی شکل کی بھی پہچان نہ رہی تھی۔ ۱۹۲۲ء میں جب وطن کو جانے لگے۔ تو کہا کہ بغیر بتلائے میں والد صاحب کو نہ پہچان سکوں گا۔ البتہ کم سنی سے ایک نقش کا ایک دھندلا سا نشان ضرور دماغ میں باقی رہ گیا تھا۔ اور وہ یہ کہ :- کہتے تھے قرآن مجید سے سورہ بقرہ ضرور پڑھی تھی۔ گو انگلستان کی بود و باش سے یہ نقش اول بھی اس حد تک محو ہو گیا تھا۔ کہ وہ قرآن مجید کے حروف ابجد سے بھی قطعی ناآشنا ہو گئے تھے۔ صرف اتنا شعور رہ گیا تھا۔ کہ عیسائیت کے "خشک باغ" میں وہ اسلام کے "پھلے پھولے" گلستان کا ایک ہرا پودا ہیں۔

۱۹۱۲ء میں جب خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم نے ووکنگ مشن قائم کیا۔ تو ان سے تعارف ہو گیا۔ اور ان کے لیکچروں میں شامل ہوتے رہے۔ لیکن سلسلے میں باقاعدہ شمولیت استاذی المکرم قاضی محمد عبداللہ صاحب کے ذریعے ہوئی۔ ۱۹۲۲ء میں جب مجھے مشن کا انچارج ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔ تو کسی اتوار کے جلسہ میں وہ شامل ہوئے۔ خدا معلوم انہیں کیا بات پسند آ گئی۔ کہ پہلی ہی ملاقات میں ایسا پیوند قائم کر لیا۔ کہ پھر تا دم زیست وہ کمزور نہ ہوا۔ ان کی جائے رہائش مشن ہاؤس سے خاصے فاصلے پر تھی۔ لیکن باقاعدہ آنا شروع کر دیا۔ اور دین کی باتوں کو بالاستیعاب سیکھنا شروع کیا۔ اتنا شوق بڑھا کہ رمضان شریف آنے پر مسجد میں ہی آ ڈیرا ڈالا۔ کہ روزہ رکھنے میں سہولت ہو۔ اور نماز باجماعت ادا ہو سکے۔ ان کی روح کی طلب کے کچھ زیادہ تقاضے تھے۔ سو کچھ عرصہ بعد برادر مکرم حافظ سید محمود اللہ شاہ صاحب بھی وہاں پہنچ گئے۔ دل را بدل رہے است۔ دونوں روحیں آپس میں یوں مل گئیں۔ جیسے دو پانی مل جاتے ہیں۔ شاہ صاحب کے تعلق سے ان کی دینی معرفت اور محبت میں بیش بہا اضافہ ہوا۔ لیکن یہ ہر آن آسمانی بارش سے سیراب ہوتے رہنے والی سرزمین کا پودا عیسائیت کی بے بارش زمین میں برسوں جھلسے چلے جانے کی وجہ سے ابھی اور سیراب ہونے کا طلبگار تھا۔ چنانچہ تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد برادر مکرم ملک غلام فرید صاحب اور استاذی المکرم حضرت مولوی محمد دین صاحب بھی وہاں پہنچ گئے۔ ان دونوں بزرگوں کی صحبت مرحوم کو منزلِ سلوک میں ایک زینہ کا کام دے گئی۔ حضرت استاذی المکرم کے ملنے سے انہیں بہت ہی خوشی ہوئی۔ حضرت مولوی محمد دین صاحب کے جانے پر جب تک مولوی صاحب موصوف امریکہ کو روانہ نہ ہو گئے۔ ڈاکٹر صاحب ان کو ساتھ ساتھ لئے پھرے۔ اور متعدد مجالس میں ان کے لیکچر کروائے۔ مبلغ کو مختلف مضامین کی آیات قرآنی کی تلاش کرنی پڑتی۔ اور یہ کام قرآن پر عبور کے بغیر مشکل ہوتا ہے۔ لیکن مکرمی ملک غلام فرید صاحب بہت جلد مطلوبہ آیت بتلا دیتے۔ اسی سے ان کی روح بے حد خوش ہوتی۔ ان بزرگوں کے علاوہ میرے علم میں جس بزرگ کے وہ بہت گرویدہ ہوئے۔ وہ حضرت مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ عنہ مرحوم مغفور کا وجود تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے مجھے کہا۔ کہ میں مولوی صاحب موصوف کے سامنے ان کا جوتا رکھنے کو سعادت سمجھتا ہوں۔ جب تک حضرت مولوی صاحب رضی اللہ عنہ انگلستان میں رہے۔ مرحوم ڈاکٹر صاحب نے ان کی خدمت کا خوب ثواب حاصل کیا۔ اور ان کے روحانی فیض سے بہرہ ور ہوتے رہے۔ دوسری طرف حضرت مولوی صاحب کے دل پر ان کی مخلصانہ خدمت کا بڑا گہرا اثر تھا۔ اگر آج حضرت مولوی صاحب رضی اللہ عنہ زندہ ہوتے۔ تو یقیناً وہ خود ڈاکٹر صاحب مرحوم کا ذکر خیر اخبار میں شائع کرتے۔ لیکن جہاں تک مجھے ان کے جذبات کا علم ہے۔ میں یوں محسوس کر رہا ہوں۔ کہ حضرت مولوی صاحب کی روح میرے سامنے کھڑی ہو کر بول کر کہہ رہی ہے۔ کہ تم ہی اپنی خام نگارش سے کچھ حق رفاقت ادا کر دو۔ خادم اور مخدوم دونوں پر ہی اللہ کی بے شمار رحمتیں ہوں۔

ڈاکٹر صاحب مرحوم کے اندر تبلیغ کے لئے فطری جوش تھا۔ وہ کسی ادارے کی طرف سے اس خدمت پر نہیں لگائے گئے تھے۔ لیکن محض اپنے احساس قلبی۔ دینی محبت اور معرفت کے جذبہ سے وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے نمونہ پر مبلغ اسلام تھے۔ تبلیغی تجاویز کے لئے ان کا دماغ بہت زرخیز تھا۔ مبلغین کو اچھوتی اچھوتی باتیں سمجھاتے رہتے تھے۔ اور از خود جہاں بھی رہتے۔ کلمہ حق پہنچاتے رہتے۔ ان کے اپنے خاندان میں ان کی تبلیغ سے ان کے بھائی ڈاکٹر عمر۔ ان کی بہن اور بہنوئی داخل سلسلہ ہوئے۔ ذاتی علم بڑھانے کے لئے اور تبلیغ کے لئے ضروری لٹریچر پر خرچ کرنے سے دریغ نہ تھا۔ ۱۹۳۳ء میں جبکہ مکرمی مولوی عبد الرحیم درد صاحب اور رفیقم مکرم مولوی فضل الرحمٰن صاحب حکیم انگلستان جا رہے تھے۔ تو مرحوم نے بنک آف انگلینڈ کا بیس پونڈ کا ایک نوٹ مجھے بھیجا۔ کہ ریویو آف ریلیجنز انگریزی کے ابتدائی سالوں (۱۹۱۲ء تک یا شاید ۱۹۱۴ء تک) کے مکمل فائل دستیاب کر کے مبلغین کے ہاتھ بھیج دیئے جائیں۔ مطلوبہ فائیلز کا سیٹ نایاب تھا۔ مجھے یاد پڑتا ہے۔ کہ چودہ پونڈ کی رقم دے کر مرحوم خواجہ عبد الرحمٰن صاحب قدیم دفتری دفتر ریویو آف ریلیجنز سے سیٹ خرید کیا۔ لیکن اتنی قیمت ادا کر کے بھی مرحوم کے جذبات یہ تھے۔

جہاں دے چند دادم جاں خریدم
بحمد اللہ بسے ارزاں خریدم

مسیحا کے نفخ روح کا بھی کیا اعجاز ہے۔ کہ ایک مسلمان بچہ جو کہ عیسائیت کے کاملاً اباحتی اور مادہ پرست ماحول میں پل کر جوان ہوا۔ لیکن اتفاقاً لڑھک کر جو مسیح موعود علیہ السلام کی آغوش میں آ گیا۔ تو اسکی پیدائشی فطرت میں اسلام کی چنگاری اس قدر بھڑک اٹھی۔ کہ نہ صرف وہ خود تابع فرامینِ اسلام ہو گیا۔ بلکہ عیسائی دنیا کے اندر مبلغ اسلام بن کر کھڑا ہو گیا۔ ارکانِ اسلام میں سے نہ صرف نماز روزہ تک منزل طے کی۔ بلکہ حج کعبہ کی بھی سعادتِ عظمیٰ پائی۔ ۱۹۲۶ء میں قادیان کی بھی زیارت کی۔ اور یہاں سے واپس جا کر اپنے وطن کیپ ٹاؤن میں اسلامی مشن کھولنے کا ارادہ تھا۔

مرحوم سلامت رو اور صوفی منش تھے۔ دین اور بزرگان دین کا دل میں بے حد ادب تھا۔ ائمہ دین کا خیال اور کتب دین سے کسی مقام کے سامنے آنے پر فوراً اپنی گردن جھکا دیتے تھے۔ بڑے ذہین اور حاضر جواب تھے۔ ایک دفعہ ہفتہ واری جلسہ پر کرنل ڈگلس مدعو تھے۔ جلسہ کی کارروائی ختم ہونے پر کرنل ڈگلس صاحب میرے ساتھ مشن ہاؤس کے باغ میں ٹہل رہے تھے۔ اور مشن اور سلسلہ کے متعلق معلومات دریافت کر رہے تھے۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم بھی ہمارے ساتھ تھے۔ کرنل ڈگلس صاحب نے ایک یہ سوال بھی کر دیا۔ کہ داخل اسلام ہونے والوں کی تعداد کس قدر ہے۔ میں ابھی کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ ڈاکٹر صاحب مرحوم نے جھٹ جواب دیا۔

"Sir That is a floating population"

یعنی صاحب لوگ آ کر کلمہ پڑھتے ہیں۔ اور مشاغل زندگی کسی کو کہیں لے جاتے ہیں۔ اور کسی کو کہیں۔

مرحوم ایک بات کے متعلق بہت حساس تھے۔ اور وہ یہ کہ ہر تحریر اور تقریر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ضرور ذکر ہو۔ اور یہ بات بیماری اور جنون نہ تھا۔ بلکہ عرفان کا نتیجہ تھی۔ انہوں نے فضلِ الٰہی سے اس نکتہ کو پا لیا تھا۔ کہ اس زمانے میں اسلامی سچائیوں کا ذکر حضرت مسیح موعودؑ کے ذکر کے بغیر ایک خوشکن قصہ ہے نہ کہ حقیقت۔ بروایت مولوی درد صاحب ایک دفعہ مکرمی چودھری ظفر اللہ خاں صاحب نے مسجد میں تقریر کی۔ تقریر کے بعد ڈاکٹر صاحب مرحوم کھڑے ہو گئے۔ اور کہا کہ آپ کی تقریر میں ایک خامی رہ گئی ہے۔ کہ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر نہیں کیا۔

مرحوم قادیان سے ہزاروں میل دور زمین میں پیدا ہوئے۔ اور ہزاروں ہی میل دور ان کی زندگی بسر ہوئی۔ لیکن سلسلہ میں داخل ہونے کے بعد جنہوں نے انہیں دیکھا ہے۔ وہ میری اس بات کی تصدیق کریں گے۔ کہ مرحوم ان درویشوں کے نمونہ کے درویش تھے۔ جو حضرت اقدس کے گرد قادیان میں جمع ہوئے۔

اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ اور اعلیٰ علیین میں جگہ بخشے۔ ان کے لواحقین کے صدمہ میں خود باعث تسلی ہو۔ اور ان کی وفات سے جماعت کے مبلغین کے دستہ میں جو خلا پیدا ہوا ہے۔ اسے وہ خود پورا فرمائے۔ آمین۔

اعلان معافی

حافظ عطاء الحق صاحب پسر منشی عبد الحق صاحب کاتب جنہیں بعض وجوہات کی بناء پر مقاطعہ کی سزا دی گئی تھی۔ انہیں حضور نے از راہ کرم و شفقت معاف فرما دیا ہے۔ احباب مطلع رہیں۔ (ناظر امور عامہ سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ورزشی مقابلے — سالانہ اجتماع

آئندہ سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ کے موقعہ پر مندرجہ ذیل ورزشی مقابلے ہوں گے۔ کبڈی۔ رسہ کشی۔ کشتی کلائی پکڑنا۔ گولہ پھینکنا۔ ۱۰۰ گز۔ ۴۴۰ گز اور ایک میل کی دوڑ۔ ذہانت اور عام معلومات کا پرچہ پیغام رسانی۔ مشاہدہ و معائنہ۔ قائدین خدام کو کھیلوں کی فہرست سے آگاہ کر دیں۔ اور ان کی مجلس کی طرف جو خادم جس کھیل میں شامل ہونا چاہتا ہے۔ اس کے نام سے مرکز کو ۱۵؍اکتوبر ۱۹۵۲ء تک اطلاع دی جائے۔

(نائب معتمد خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

مسلمان کس کو قرار دیا جائے؟

مولانا غلام رسول صاحب مہر مدیر روزنامہ "انقلاب" کا ایک مقالہ

جسطرح آج احراریوں کی طرف سے جماعت احمدیہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا جا رہا ہے اسی طرح سنہ ۳۵ء میں بھی یہ مطالبہ پیش کیا گیا تھا۔ اس سلسلے میں مولانا غلام رسول مہر مدیر روزنامہ انقلاب لاہور نے ۲۲ جنوری سنہ ۳۶ء کی اشاعت میں احراری لیڈر مظہر علی اظہر کو مخاطب کر کے مندرجہ ذیل مضمون لکھا تھا۔ جو ذیل میں افادۂ عام کے لئے شائع کیا جاتا ہے۔

الحمد للہ کہ ہمارے عزیز و محترم دوست مولانا مظہر علی صاحب نے کئی روز کے غور و فکر کے بعد مسئلہ اتحاد اسلامی پر بحث کے لئے ایک راستہ نکالا ہے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے۔ کہ "مرزائیت" کے ظل عاطفت میں پناہ گیری کی عادت ان کی فطرت ثانیہ بن گئی ہے۔ اور یہ خالص احراری مشغلہ اب بھی قائم ہے۔ وہ اپنے کسی استدلال کو بھی "مرزائیت" کے عصا کا سہارا دیئے بغیر بہانخو نہ دماغ سے باہر نہیں لا سکتے۔ اور یہ چیز ان کے دل و دماغ پر اس طرح مسلط ہے کہ اس سے علیحدہ ہو کر سوچنے سمجھنے اور کچھ ارشاد فرمانے کی ان میں صلاحیت ہی باقی نہیں رہی اب یہ افسانہ تیار کر لیا ہے۔ کہ اتحاد اسلامی کا سبق ہم نے قادیانیوں سے پڑھا۔ جن کے اخبار "الفضل" کی ۱۴ر اگست ۱۹۲۸ء کی اشاعت میں مسلمانوں کے تشتت و افتراق کا رونا روتے ہوئے ان کے داخلی تعاون کی یہ صورت تجویز کی گئی تھی۔ کہ اس شخص کو مسلمان سمجھا جائے جس کو عیسائی اور ہندو مسلمان سمجھتے ہیں۔ اور جس کو گورنمنٹ مسلمان گردانتی ہے اور

> تمام لوگوں کو خواہ کسی فرقے سے تعلق رکھتے ہوں۔ آپس میں یک جان و یک زبان ہو کر مخالف کا مقابلہ کرنا چاہیئے یہاں تک کہ مصیبت کی ردت دن سے بدل جائے۔

"الفضل" کا یہ اقتباس مولانا مظہر علی صاحب نے پیش فرما کر بڑی ہی بے تکلفی کے ساتھ حکم لگا دیا ہے کہ "انقلاب" تو مسلمان کی تعریف کسی مسلمان سے پوچھنے کا روادار نہیں۔ وہ مسلمانوں کے سواد اعظم سے یا سنی، شیعہ اور اہل حدیث علماء سے فتوے لینے کے لئے تیار نہیں بلکہ ہندوؤں اور عیسائیوں سے فتوے لیتا ہے اور گورنمنٹ جن کو مسلمان مانتی ہے انہیں مسلمان کہتا ہے لیکن کیا مولانا مظہر علی صاحب فرما سکتے ہیں کہ "انقلاب" کی کونسی تحریر سے انہوں نے یہ نتیجہ اخذ فرمایا ہے؟ مسائل کو طے کرنے کا یہ بھی خالص احراری طریقہ ہے کہ جو اقتباس جہاں سے مفید مطلب نظر آیا لے لیا۔ اور اسے بطور خود "انقلاب" کا خیال قرار دے کر رد کر دیا۔ اگر آخری پناہ گاہ یہی طریقہ تھا۔ تو سمجھ میں نہیں آتا کہ مولانا مظہر علی صاحب نے "پنجاب کی بساط سیارت" میں پیوندوں پر پیوند لگا کر اسے پھیلاتے جانے اور ہندوستان کو بایں ہمہ وسعت اس بساط پر تنگ کر دینے کی مصیبت کیوں اپنے ذمہ لی۔

لیکن ہم مولانا مظہر علی صاحب سے یہ پوچھے بغیر نہیں رہ سکتے کہ آخر سیاسیات میں "عرف" سے کام لئے بغیر چارہ کیا ہے؟ ہمارا اور سب لوگوں کا طریقہ یہی ہے کہ مردم شماری کے کاغذات کو سامنے رکھ کر مختلف اقوام کی تعداد کا اندازہ کرتے ہیں یہ نہیں کہ مردم شماری کی کتابیں مفتیوں کے کسی گروہ کے سامنے پیش کر کے ان سے آخری فیصلہ لیتے ہیں کہ حکومت نے جن جن لوگوں کو مسلمان لکھا ہے۔ ان کی نسبت شریعت کا فتویٰ کیا ہے؟ مردم شماری جب ہوگی۔ محرر یہی کریں گے کہ مذہب کے باب میں ہر شخص کے دعوے کو بنائے تحریر قرار دیں مولانا مظہر علی صاحب یا کوئی حکومت یہ نہیں کریگی کہ مردم شماری کے محرروں کے ساتھ مفتیوں، پنڈتوں اور پادریوں کو لگا دے تاکہ جب کوئی شخص اپنے آپ کو مسلمان یا ہندو یا عیسائی بتائے تو مفتی پنڈت اور پادری جھٹ اس شخص سے عقائد کی تفصیلات پوچھ لیں۔ اس کے بعد جو فتویٰ دیں۔ اس پر محرر عمل کریں۔ مولانا اظہر علی صاحب کی "آزادی کامل" والی کانگرس کی حکومت میں بھی یہ نہیں ہوگا۔ بلکہ ہر شخص کے دعوے اور بیان ہی کو اس کے مذہب کا مبنیٰ قرار دیا جائے گا۔ اور صحیح بھی یہی ہے کہ اگر ایک شخص اپنے آپ کو مسلمان یا ہندو یا عیسائی کہتا ہے تو آپ کو یا ہم کو کیا حق حاصل ہے کہ اس کی اسلامیت یا ہندویت یا عیسائیت سے انکار کریں؟ بیشک ہر جماعت کے علماء منفرداً یا اجتماعاً کسی ایک فرد یا جماعت کے مذہب کی صحت و عدم صحت کی بحث کرتے رہیں اور فتوے دیتے رہیں۔ لیکن حکومت بہرحال ہر شخص کے دعوے اور بیان ہی کو معتبر سمجھے گی اور جس کانگرس نے مذہب کی آزادی کو اعلان حقوق شخصی کا جزو لاینفک بنایا ہے کیا مولانا مظہر علی صاحب بتا سکتے ہیں کہ وہ کانگرس کل برسر اقتدار آنے کے بعد کسی اصول کی بناء پر کسی ایسے گروہ کو اسلام سے خارج قرار دے دے گی۔ جو مسلمان ہونے کا دعوے دار ہوگا؟ اچھوت کل تک ہندو تھے۔ اور سارا ہندوستان مل کر اور متحد ہو کر انہیں ہندوؤں سے علیحدہ نہیں کر سکتا تھا۔ آج ڈاکٹر امبیدکار نے ہندویت سے علیحدگی کا اعلان کر دیا ہے، اب جو اچھوت ڈاکٹر امبیدکر کے ساتھ ہیں انہیں سارے ہندو مل کر ہندو نہیں رکھ سکتے۔ اس لئے کہ بناء فیصلہ ہندوؤں کا دعوے نہیں بلکہ ڈاکٹر امبیدکر اور ان کے رفقاء کا بیان ہے اگر مولوی مظہر علی صاحب مخالفت کے جوش میں اس حالت پر پہنچ گئے ہیں۔ کہ انہیں یہ حاسیانہ اور نہایت ہی معمولی باتیں سمجھانا بھی ضروری ہو گیا ہے۔ تو پھر ظاہر ہے کہ یہ بحث کسی نتیجے پر نہیں پہنچ سکے گی

مولانا مظہر علی صاحب "سواد اعظم" کے الفاظ بھی استعمال فرمائے ہیں۔ کاش وہ کسی سے پوچھ لیتے کہ ہندوستان میں سواد اعظم کسے کہتے ہیں۔ اور اس سواد اعظم کے علماء دوسرے طبقوں اور گروہوں کی نسبت مختلف اوقات میں کیا فتوے صادر فرما چکے ہیں۔ کاش سنی، شیعہ اور اہل حدیث کے ان فتاویٰ کو سامنے رکھ لیتے۔ جو ہندوستان میں تیار ہوئے۔ ہندوستان میں چھپے، ہندوستان میں شائع ہوئے۔ اور جن کے سفائن ہر فرقے کے علماء کے پاس بکثرت موجود ہیں۔ کاش وہ ملاحظہ فرما لیتے کہ سنیوں نے شیعوں کی نسبت کیا فتوے دیئے ہیں شیعوں نے سنیوں کی نسبت کیا گوہر افشانی فرمائی ہے۔ اہلحدیث نے مقلدوں اور قبروں پر جانے والوں کی نسبت کیا حکم لگایا ہے۔ اور مقلدوں نے اہل حدیث کی نسبت کیا رائے ظاہر کی ہے۔ پھر شیعوں، سنیوں حنفیوں اور اہلحدیث کے مختلف طبقوں نے ایک دوسرے کی نسبت کیا کچھ لکھا ہے مولانا احمد رضا خاں بریلوی (اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے) جب فتوے لکھنے بیٹھتے تھے تو کفر کا رد بڑھانے کا خاص خیال رکھتے تھے۔ اگر ہمارا حافظہ غلطی نہیں کرتا تو مولانا عبدالماجد دریابادی کی کتاب فلسفہ اجتماع پر مولانا احمد رضا خاں مرحوم نے ڈھائی کروڑ کفر کا فتوے لگایا۔ ان کی ایک مشہور کتاب "الکواکب الشہابیہ علی کفریات ابی الوہابیہ" ہے اس میں اہلحدیث حضرات اور شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ پر (معاذ اللہ) ستر کفر ثابت کئے ہیں۔ فرماتے ہیں:۔

> بلاشبہ وہابیہ مذکورین اور ان کے پیشوائے مسطور (شاہ شہید) پر بوجوہ کثیرہ قطعاً یقیناً کفر لازم اور حسب تصریحات جماہیر فقہائے کرام اصحاب فتاویٰ حکم کفر ثابت و قائم۔ اور بظاہر ان کا کلمہ پڑھنا اس کا نافی اور ان کو نافع نہیں ہو سکتا۔

اور یہ صرف ایک فتوے کا اقتباس ہے۔ مولانا مظہر علی صاحب کو اگر اس لٹریچر کا بہت زیادہ شوق ہو۔ تو ہم اس باب میں ان کی مزید خدمت انجام دے سکتے ہیں۔

مولانا مظہر علی صاحب غالباً فرمائیں گے۔ کہ بے شک ہر فرقے نے دوسرے فرقے کے متعلق کفر کے فتوے دے رکھے ہیں۔ لیکن جماعتوں نے متفقہ طور پر قادیانیوں کے سوا کسی کے کفر کا فتویٰ نہیں دیا۔ اگر اسے درست مان لیا جائے۔ تو یہ بھی اعتباری شے ہے۔ قادیانیوں کی علیحدگی کے بعد شیعوں کے متعلق "سواد اعظم" کا ایسا ہی اتفاق ہو گا۔ اہلحدیث کی علیحدگی کے بعد دیوبندی حضرات کے متعلق "سواد اعظم" کا ایسا ہی اتفاق ہوگا۔ اور اس سلسلے کی کوئی نہایت نہیں جب تک مسلمان بالکل ختم نہ ہو جائیں۔

یہ بھی نہیں کہ معاملہ صرف ایسے مسائل تک محدود ہو۔ جن کی نسبت دو رائیں ہو سکتی ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی کتاب "الدر الثمین" ملاحظہ فرمایئے۔ جس میں شاہ صاحب حضور خواجہ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت مطہرہ سے استفادہ کی بناء پر ارشاد فرما رہے ہیں کہ شیعہ حضرات کا عقیدۂ امامت ختم نبوت کے انکار کو مستلزم ہے۔ شاہ صاحب کی اصل عبارت یہ ہے:۔

> سالته صلی اللہ علیه وسلم سؤالاً روحانیاً عن الشیعة فاومی الی ان مذهبهم باطل وبطلان مذهبهم یعرف من لفظ الامام۔ ولما افقت عرفت ان الامام عندهم هو المعصوم المفترض الطاعة الموحی الیه وحیاً باطنیاً وهذا هو معنی النبی فمذهبهم یستلزم انکار ختم النبوة قبحهم اللہ تعالیٰ۔
>
> (الدر الثمین حدیث تاسع)

ترجمہ:۔ میں نے عالم رؤیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت مطہرہ سے شیعوں کے بارہ میں سوال کیا۔ حضرت نے مجھے ایما فرمایا۔ کہ

جہاد اور تبلیغ کے متعلق سید سلیمان صاحب ندوی کا نظریہ

"مذہب میں زبردستی نہیں"

(از مکرم ماسٹر محمد ابراہیم صاحب بی۔ اے آنرز تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ)

مندرجہ بالا عنوان کے ماتحت جو کچھ سید سلیمان ندوی صاحب نے اپنی مشہور و معروف تصنیف "سیرت النبیؐ" میں اسلام کے فضائل بیان کرتے ہوئے لکھا ہے۔ وہ من وعن نیچے درج کیا جاتا ہے۔ اس کے مطالعہ سے واضح ہو جائیگا کہ یہ نظریہ کہ اسلام محض اپنی ذاتی خوبیوں اور محاسن کی وجہ سے ہی پھیلا۔ اور کہ اسلام میں جبر ہرگز جائز نہیں (اس نظریہ کو جماعت احمدیہ نے سب سے پہلے اور سب سے زیادہ زور سے پیش کیا) اب کم و بیش تمام جید اور وسیع النظر علماء میں مقبول ہے۔ اس اقتباس میں درج شدہ تمام دلائل وہی ہیں۔ جن کو الفضل اور مودودی صاحب اور ان کی اسلامی جماعت کے نظریۂ جبر و تشدد کے خلاف بارہا بیان کر چکا ہے۔ اگر مودودی صاحب ایک صحیح بات کو صرف اس لئے نہیں مانتے۔ کہ وہ ہماری طرف سے پیش کی جاتی ہے۔ تو وہ ایک غیر احمدی مصنف اور عالم کے مبسوط دلائل پر ہی غور فرمالیں۔ شاید انہیں اس سے ہی اپنے عقیدہ پر نظر ثانی کرنے کی توفیق مل سکے اور غریب اور مظلوم اسلام ظالموں کے چنگل سے نجات پا جائے۔

مذہب میں زبردستی نہیں!

"یہ حقیقت ہے۔ جس کی صدا آج ہر در و دیوار سے آتی ہے۔ لیکن شاید لوگوں کو معلوم نہیں۔ کہ دنیا میں اس کا اعلان سب سے پہلے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی زبان مبارک سے ہوا۔ اور ظاہر ہے۔ کہ جو مذہب اپنی اشاعت کے لئے صرف دعوت و تبلیغ کا راستہ رکھتا ہو۔ جس نے اس کے اصول بتلائے ہوں جس نے عقل و بصیرت اور فہم و تدبر کا ہر معاملہ میں لوگوں سے مطالبہ کیا ہو۔ ہر قدم پر عقلی استدلال اور مصلحت و حکمت کا اظہار کیا ہو۔ وہ کیونکر جبر و اکراہ اور زبردستی کے طریقہ کو اختیار کر سکتا تھا۔ اسلام نے نہ صرف یہ کہ مذہب کی جبری اشاعت کو ناپسند کیا۔ بلکہ اس کا فلسفہ بتایا۔ کہ مذہب زبردستی کی چیز نہیں اسلام میں مذہب کا اولین جزء ایمان ہے۔ ایمان یقین کا نام ہے۔ اور دنیا کی کوئی طاقت کسی کے دل میں یقین کا ایک ذرہ بھی بزور پیدا نہیں کر سکتی۔ بلکہ تیز سے تیز تلوار کی نوک بھی کسی لوح دل پر یقین کا کوئی حرف نقش نہیں کر سکتی۔ فرمایا۔ لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی (بقرہ ۳۴) دین میں کوئی زبردستی نہیں۔ ہدایت گمراہی سے الگ ہو چکی۔

یہ وہ عظیم الشان حقیقت ہے۔ جس کی تلقین انسانوں کو صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ہوئی۔ دوسری جگہ فرمایا۔

وقل الحق من ربکم فمن شاء فلیومن ومن شاء فلیکفر (کہف ۴)

اور کہدے کہ حق تمہارے پروردگار کی طرف سے ہے۔ تو جو چاہے قبول کرے اور جو چاہے انکار کرے ایمان اور کفر دونوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے میں کوئی زبردستی نہیں ہے۔ عقل و بصیرت والے اسے خود قبول کریں گے۔ اور نافہم اس سے محروم رہیں گے۔ اس لئے بار بار یہ واضح کیا گیا کہ رسول کا کام لوگوں تک خدا کا پیغام پہنچا دینا ہے۔ زبردستی منوانا نہیں۔ ....

انما علیٰ رسولنا البلٰغ المبین (مائدہ ۱۲)

ہمارے رسول پر تو یہی فرض ہے۔ کہ وہ صاف صاف ہمارا پیغام پہنچا دے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو قریش کے اعراض و مخالفت سے حد درجہ غمگین تھے تسکین دی گئی۔ ان علیک الا البلاغ (شوریٰ ۵)

اے پیغمبر تیرا فرض صرف پہنچا دینا ہے۔ انما انت مذکر۔ لست علیھم بمصیطر (غاشیہ ۱)

اے پیغمبر تو صرف نصیحت کرنے والا ہے۔ تو ان پر داروغہ بنا کر نہیں بھیجا گیا۔ فان اعرضوا فما ارسلنٰک علیھم حفیظًا ان علیک الا البلاغ (شوریٰ ۵) پھر اگر وہ اسلام کی دعوت سے انکار کریں۔ تو اے پیغمبر ہم نے تجھ کو ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا۔ تیرے ذمہ صرف پیغام کا پہنچا دینا ہے۔

کسی دین کو زبردستی پھیلانا اسلام کی نگاہ میں ایک ایسا فعل ہے۔ جس سے رسول کی شان کو اس نے بہت بلند سمجھا ہے۔ فرمایا۔ ولو شاء ربک لاٰمن من فی الارض کلھم جمیعًا افانت تکرہ الناس حتیٰ یکونوا مومنین (یونس ۱۰) اگر تیرا پروردگار چاہتا کہ لوگوں کو زبردستی مومن بنا دے۔ تو زمین کے سب لوگ ایمان لے آتے تو کیا اے پیغمبر تو لوگوں پر زبردستی کرے گا کہ وہ ایمان لے آئیں۔

اسلام میں حق کی حمایت اور باطل کی شکست کے لئے لڑنا جائز ہے اور آنحضرت صلعم کو بھی مجبوراً لڑنا پڑا۔ اس سے مخالفوں نے یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ یہ لڑائی صرف اس لئے تھی۔ کہ اسلام کو زور سے لوگوں میں پھیلایا جائے۔ حالانکہ قرآن میں ایک آیت بھی ایسی نہیں۔ کہ جس میں کسی کافر کو زبردستی مسلمان بنانے کا حکم ہو۔ اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں کوئی واقعہ ایسا ہے۔ جس میں کسی کافر کو زبردستی تلوار کے زور سے مسلمان بنایا گیا ہو۔ بلکہ اگر ہے تو یہ ہے۔

وان احد من المشرکین استجارک فاجرہ حتی یسمع کلام اللّٰہ ثم ابلغہ مامنہ ذٰلک بانھم قوم لا یعلمون (توبہ ۱) اور اگر مشرکوں میں) کوئی مشرک تجھ سے پناہ کا طالب ہو۔ تو اس کو پناہ دے۔ یہاں تک کہ وہ خدا کا کلام سن لے پھر اس کو وہاں پہنچا دے۔ جہاں وہ بےخوف ہو کہ یہ بےعلم لوگ ہیں۔

یہ نہیں کہا۔ کہ جب تک وہ مسلمان نہ ہو جائے۔ اس کو پناہ نہ دو بلکہ یہ فرمایا۔ کہ اس کو پناہ دے کر اس کی جائے پناہ تک پہنچا دیا جائے۔ اور اس کو کلام الٰہی سنایا جائے۔ تاکہ اس کو غور و فکر کرنے کا موقع ملے ظاہر ہے کہ جو مشرک اس طرح مسلمان ہوگا اس کے تبدیل مذہب کا محرک تلوار کی بجائے کوئی اور چیز (پیغام حق) ہوگا۔

حقیقت یہ ہے۔ کہ جہاد کی مشروعیت مظلوموں کی حمایت مظلوموں کے حق دلانے۔ حج کا راستہ کھولنے اور عقیدہ کی آزادی حاصل کرنے کے لئے ہوئی تھی جیسا کہ اس کا مفصل بیان کتاب میں کہیں آئے گا قرآن کریم کی اس آیت میں وقاتلوھم حتیٰ لا تکون فتنۃ ویکون الدین کلہ للّٰہ (انفال ۵) اور ان کافروں سے لڑو۔ یہاں تک کہ فتنہ نہ رہے اور دین پورا اللہ کے لئے ہو جائے "فتنہ" سے مراد عقیدہ اور مذہب کی آزادی نہ ہونا ہے۔ حضرت ابن عمرؓ صحابہ کی خانہ جنگیوں میں شریک نہ تھے۔ ایک شخص نے ان سے آکر کہا۔ کہ کیا خدا نے فتنہ کے مٹانے کے لئے لڑنے کا حکم نہیں دیا۔ اور اوپر کی آیت پیش کی۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ ہم یہ فرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ادا کر چکے۔ جب مسلمان کم تھے۔ تو انسان اپنے دین کے سبب سے فتنہ میں مبتلا کیا جاتا تھا۔ اس کو لوگ یا تو مار ڈالتے تھے۔ یا قید کر لیتے تھے یہاں تک کہ مسلمانوں کی تعداد بہت بڑھ گئی۔ تو پھر فتنہ باقی نہ رہا۔"

(سیرت النبیؐ جلد چہارم تالیف سید سلیمان ندوی صفحہ ۳۵۹ ۔ صفحہ ۳۶۳)

تبلیغ کے اصول:۔ اس سے چند صفحے پہلے سید صاحب تبلیغ کے اصول ...... بیان فرما چکے ہیں۔ اور جبر و اکراہ کو جائز قرار نہیں دیتے:۔

"یہ نکتہ کہ کس طرح لوگوں کو کسی سچائی کے قبول کرنے کی دعوت دینی چاہیئے۔ دنیا میں پہلی دفعہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان وحی ترجمان سے ادا ہوا۔ وہ مذاہب بھی جو تبلیغی ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں۔ یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ ان کے صحیفوں نے ان کے لئے تبلیغ کے اہم اصول کی تشریح کی ہے۔ لیکن صحیفۂ محمدی نے نہایت اختصار لیکن پوری تشریح کے ساتھ اپنے پیرووں کو یہ بتایا ہے کہ پیغام الٰہی کو کس طرح لوگوں تک پہنچایا جائے اور ان کو قبول حق کی دعوت کس طرح دی جائے۔

ادع الیٰ سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن (نحل ۱۶)

اپنے پروردگار کی راہ کی طرف لوگوں کو دانائی اور عمدہ نصیحت کے ذریعہ بلا۔ اور ان سے مناظرہ خوش آئند طریق سے کر۔ (صفحہ ۳۵۲)

موصیوں کے پتہ جات مطلوب ہیں

مندرجہ ذیل موصی اصحاب جہاں کہیں ہوں۔ اپنے اپنے پتوں سے دفتر ہذا کو اطلاع دیں۔ یا اگر کسی دوسرے دوست کو ان میں سے کسی کے پتے کا علم ہو تو وہ مہربانی فرما کر مطلع فرما دیں۔

(۱) محمد صادق ولد ابراہیم صاحب چغتائی والی ڈاکخانہ کالی صوبہ خان ضلع گوجرانوالہ ع ۱۰۹۱۵

(۲) محمد حنیف ولد غلام محمد صاحب ڈرگ روڈ کراچی ع ۱۲۷۴۳

(۳) چوہدری علی احمد ولد دولت خان صاحب سابق کاٹھ گڑھ ضلع ہوشیارپور ع ۱۲۴۳۸

(۴) حوا بی بی زوجہ مولوی محمد نواز خان صاحب ککی سولجر بازار کراچی ع ۱۱۷۱۳

(۵) محمد عمر ولد میاں عبد المجید صاحب مبارک منزل۔ بیرون دہلی دروازہ لاہور ع ۱۲۳۰۰

(۶) چوہدری عبد الرحمٰن صاحب ولد چوہدری جلال الدین صاحب دھرم پورہ لاہور ع ۱۲۲۳۶

(۷) جلال الدین المعروف جمعہ خان ولد جمعہ گل صاحب مرحوم درگی خوست ڈاکخانہ سرائے نورنگ ضلع بنوں ع ۱۰۰۰۴

(۸) امۃ الحفیظ بیگم بنت ڈاکٹر منظور احمد صاحب قادیان ضلع گورداسپور ع ۸۴۸۱

(۹) محمد ہاشم خان درانی ولد خان محمد اکرم خان درانی چارسدہ ڈاکخانہ خاص ضلع پشاور ع ۹۷۹۶

(۱۰) بشیر احمد ولد چوہدری حسن محمد صاحب لدھیکے اونچے ڈاکخانہ خاص ضلع لاہور ع ۷۱۳۳

(۱۱) میاں ڈلو ولد نورا سابق سٹروعہ ضلع ہوشیارپور ع ۷۱۴۷

(۱۲) عطاء اللہ ولد محمد بخش صاحب سابق پھیروچچی ضلع گورداسپور ع ۱۰۸۹۴

(۱۳) ڈاکٹر پیر بخش ولد میاں الٰہی بخش صاحب دائرہ دین پناہ ضلع مظفرگڑھ ع ۷۹۲۰

تریاق اٹھرا حمل ضائع ہو جاتے ہوں یا بچے فوت ہو جاتے ہوں فی شیشی ۲/۸ روپے مکمل کورس ۲۵ روپے دواخانہ نورالدین جودھامل بلڈنگ لاہور

(۱۴) اللہ بندہ عرف بندو ولد کریم بخش صاحب سابق قادیان ضلع گورداسپور ۹۶۷۴ع
(۱۵) محمد عبدالوہاب ولد میاں محمد عبدالرحمٰن صاحب لاہور ۷۵۷۳ع
(۱۶) جلال الدین فیروزپوری ولد مولوی محمد الدین صاحب مرحوم فیروزپور شہر ۶۹۴۸ع
(۱۷) محمد اکبر ولد ملک محمد یوسف خاں صاحب رتوچھہ ڈاکخانہ چوہا سیدن شاہ ضلع جہلم ۱۱۲۸۱ع
(۱۸) محمد شریف ولد شیخ نبی بخش صاحب بدوملہی ضلع سیالکوٹ ۱۲۷۵۵ع
(۱۹) محمد اقبال ولد دین محمد صاحب اوکاڑہ ضلع منٹگمری ۱۲۹۶۸ع
(۲۰) محمد سعید ولد محمد علی صاحب سابق تخت غلام نبی ڈاکخانہ ڈیریوالہ ضلع گورداسپور ۱۰۵۶۴ع
(۲۱) انور بیگم زوجہ برکت اللہ خاں صاحب لائل پور شہر ۱۱۱۳۲ع
(۲۲) محمد ولد بہادل صاحب بھیماں والہ چک ۱۳۵ ج۔ب ڈاکخانہ چک ۹۴ ج۔ب منڈا بالا ضلع جھنگ ۱۰۸۷۴ع
(۲۳) قریشیہ سلطانہ بیوہ حافظ شفیع احمد صاحب لاہور ۱۰۹۴۲ع
(۲۴) جمعدار غلام علی ولد امام الدین صاحب قادیان دارالبرکات ضلع گورداسپور۔ ۱۱۳۹۶ع
(۲۵) محمد خاں ولد حاجی مہر گل محلہ دارالرحمت قادیان ۱۹۳۷ع
(۲۶) خواجہ عبدالکریم ولد حاجی محکم الدین صاحب قادیان ضلع گورداسپور ۸۷۲۸ع
(۲۷) سید برکات احمد ولد ڈاکٹر شفیع احمد صاحب مرحوم سابق دہلی

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

گوشوارہ وصولی چندہ جات لازمی بابت یکم مئی ۱۹۵۲ء تا ۳۱ جولائی ۱۹۵۲ء

مندرجہ ذیل نقشہ میں راولپنڈی۔ لاہور۔ کراچی کی وصولی چندہ از یکم مئی تا ۳۱ جولائی بمقابلہ تدریجی بجٹ سہ ماہ شائع کی جاتی ہے۔ تاکہ جماعت ہائے متعلقہ ابھی سے اپنے بجٹوں کو پورا کرنے کی فکر کریں۔

جماعت احمدیہ کراچی کی طرف سے بجٹ ابھی تک وصول نہیں ہوا۔ اس لئے فی الحال سالِ سابقہ کا بجٹ درج کر دیا گیا ہے۔ بجٹ میں سالہائے سابقہ کے بقایاجات شامل نہیں کئے گئے۔ بلکہ الگ دکھلائے گئے ہیں۔

	بجٹ	بجٹ سہ ماہ	وصولی سہ ماہ	بقایا	بقایا سالہائے گذشتہ
راولپنڈی	۴۶۳۳۷	۱۱۵۸۴	۹۲۲۱	۲۳۶۳	۴۹۶۲
لاہور	۱۱۲۱۸۹	۲۸۰۵۱	۲۰۴۹۶	۷۵۵۵	۸۵۶۲۳
کراچی	۱۰۷،۴۶۷	۲۶،۸۶۷	۱۶۸۹۸	۹۹۶۹	۱۱،۲۵۳
میزان	۲۶۵۹۹۳	۶۶۵۰۲	۴۶۶۱۵	۱۹۸۸۷	۱۰۱۸۳۸

تفصیل حلقہ جات لاہور

	بجٹ	بجٹ سہ ماہ	وصولی سہ ماہ	بقایا	بقایا سالہائے گذشتہ
مغل پورہ	۵۴۹۲	۱۳۷۳	۱۳۰۵	۶۸	۶۴۹۵
مزنگ	۴۵۶۹	۱۱۴۲	۱۵۴۵	—	۷۵۶۵
لاہور چھاؤنی	۸۷۱۵	۲۱۷۹	۴۲۶۹	—	۳۳۱۱
شاہدرہ	۲۲۳۴	۵۵۹	۲۰۱	۳۵۸	۳۲۴۰
سلطان پورہ	بجٹ سال رواں موصول نہیں ہوا		۹۸۰	-	۲۳۶
محمد نگر	۳۴۰۶	۸۵۲	۸۳۶	۱۶	۲۵۷۸
مصری شاہ و فیض باغ	۱۷۴۲	۴۳۶	۴۵۹	—	۱۸۴۵
دہلی و موچی گیٹ	۷۳۴۳	۱۸۳۶	۳۲۴	۱۵۱۲	۱۴۷۶۰
سول لائن	۳۳۹۲۴	۸۴۸۱	۲۹۸۹	۵۴۹۲	۱۸۷۲۳
نیلہ گنبد	۳۹۲۳	۹۸۱	۱۱۸۳	—	—
بھاٹی گیٹ	۸۰۰۰	۲۰۰۰	۱۴۲۹	۵۷۱	۸۵۹۵
کوچہ چابک سواراں	۲۰۴۰	۵۱۰	۴۲۰	۹۰	۲۱۵۶
گڑھی شاہو	۱۲۵۰	۳۱۳	۱۶۵	۱۴۸	۱۳۳۸
باغبانپورہ	۹۹۶	۲۴۹	۲۲۹	۲۰	۳۲۳
ماڈل ٹاؤن	۵۵۰۳	۱۳۷۶	۶۲۹	۷۴۷	۱۳۸۱
باٹا پور	۹۸۵	۲۴۶	۱۴۸	۹۸	—
راج گڑھ چوبرجی	۳۱۲۳	۷۸۱	۹۲۷	—	۱۳۴۳
کرشن نگر	۶۳۸۸	۱۵۹۷	۹۶۶	۶۳۱	۳۰۱۹
دھرم پورہ	۳۵۳۶	۸۸۴	۲۷۹	۶۰۵	۱۵۸۰
جیل روڈ مینٹل ہاسپٹل	۴۴۷۲	۱۱۱۸	۸۰۴	۳۱۴	۲۶۲۷
پرانی انارکلی	۱۶۹۹	۴۲۵	۲۳۵	۱۹۰	۴۲۹۲
ایشو افریقین کمپنی	۶۱۰	۱۵۳	۱۱۵	۳۸	۲۴۶
سی۔ ایم۔ اے	۲۲۳۹	۵۶۰	۵۹	۵۰۱	—

(نظارت بیت المال ربوہ)

مسلمان کس کو قرار دیا جائے

بقیہ صفحہ ۵

ان کا مذہب باطل ہے۔ اور اس کا بطلان لفظ امام سے پہچانا جا سکتا ہے۔ جب مجھے افاقہ ہوا۔ یعنی عالم رویا سے باہر آیا۔ یعنی عام روبار سے باہر آیا۔ تو مجھے اس نکتہ کے متعلق یہ معرفت حاصل ہوئی۔ کہ شیعہ کے نزدیک امام معصوم اور مفترض الطاعت ہے۔ اس کی طرف وحی باطنی کا آنا وہ تسلیم کرتے ہیں۔ اور یہ تعریف نبی کی ہے۔ لہٰذا شیعہ عقیدہ ختم نبوت کے انکار کو مستلزم ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کا برا کرے۔

یہ کسی عامی مولوی اور ملا کا فیصلہ نہیں۔ بلکہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا بیان ہے۔ جن کی عظمت و جلالت کی نسبت کم سے کم یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ ہندوستان میں اتنا بڑا عالم دین اور اسرارِ شریعت حقہ کا عارف پیدا نہیں ہوا۔ یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ شاہ صاحب کے دعویٰ کے مطابق یہ بیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت مطہرہ سے مستفاد ہے۔ لہٰذا کم از کم شاہ صاحب کو عالمِ حق ماننے والے اس کی صحت سے انکار نہیں کر سکتے۔ پھر کیا مولانا مظہر علی صاحب مہربانی فرما کر بتائیں گے۔ کہ ان حالات کی روشنی میں غریب "انقلاب" کیا کرے؟ علماء کے فتاوے وارشادات سامنے ہیں۔ ان کی بنا پر فیصلہ مقصود ہو۔ تو یہی سہی۔ لیکن اس کے تمام مستلزمات کو بھی قبول کرنا پڑے گا۔ ہمارے سامنے قادیانیوں کی باطل تاویلات۔ باطل خیالات اور باطل معتقدات کا بطلان نہیں ہے۔ بلکہ دوسرے فرقوں کی بھی مختلف النوع باطل چیزیں ہیں۔ مثلاً شیعہ حضرات کے اس عقیدے کو بھی ہم سن رہے ہیں۔ جو حسب ارشاد شاہ ولی اللہ انکار ختم نبوت کو مستلزم ہے۔ اسلام کے ساتھ مختلف فرقوں کی غداری کی ایک طویل داستان بھی ہمارے سامنے ہے۔ جس کا بیان کرنا کم از کم مولانا مظہر علی صاحب کے لئے خوش آئندہ نہ ہوگا۔ اگر مولانا صاحب مجبور کریں گے۔ تو یہ داستان بھی بادلِ ناخواستہ سنانی پڑے گی۔

قادیانی تو بہر حال چھپن ہزار ہیں۔ ہم تو آٹھ کروڑ مسلمانوں میں سے ایک کروڑ کو علیحدہ کر دینے کی حمایت بھی کر سکتے ہیں۔ بشرطیکہ بقیہ مسلمان متحد رہ سکیں۔ ان کی کمزوریاں دور ہو جائیں۔ ان کے جھگڑے ختم ہو جائیں۔ ان کا تشتت مٹ جائے۔ لیکن ہم جانتے ہیں۔ کہ جو راستہ احرار نے اختیار کیا ہے۔ یہ اس مقصود حقیقی تک نہیں پہنچا سکتا۔ بلکہ فرقہ پرستی کا ایک فتنہ پیدا کر رہا ہے۔ جو اگر باقی رہا۔ تو ہندوستان میں مسلمانوں کی ہستی بالکل ختم ہو جائیگی۔ قادیانی اگر اپنے مسلمان ہونے پر اصرار کرتے جائیں۔ تو مولانا مظہر علی صاحب ساری کوششوں کے باوجود انہیں علیحدہ نہیں کر سکیں گے۔ اس لئے کہ حکومت کے نزدیک بنائے فیصلہ مذہب ہر گروہ اور جماعت کا دعوےٰ ہے۔ نہ کہ دوسروں کے فتاوےٰ۔ لیکن احرار کے اٹھائے ہوئے فتنے سے اس صورت حالات کے امکانات بہت بڑھ جائیں گے۔ جو ہندوؤں میں ڈاکٹر امبیدکر کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔ یعنی جس فرقے کو کل نشستیں نہیں ملیں گی۔ وہ فرقہ ڈاکٹر امبیدکر کی طرح علیحدگی کا اعلان کر دے گا۔ ہم جانتے ہیں۔ کہ یو۔پی کے شیعوں اور بنارس کے اہل حدیث نے اس بناء پر مخلوط انتخاب کی حمایت کی تھی۔ اور اگر احرار کا فتنہ خدانخواستہ ترقی پذیر ہوا۔ تو جو پریشانی آج ہندوؤں کو لاحق ہے۔ اس کے لئے مسلمانوں کو بھی تیار رہنا چاہیئے۔ (روزنامہ انقلاب لاہور ۲۲ جنوری ۱۹۳۶ء)

درخواست دعاء

میں ایک عرصہ سے بعض مشکلات اور پریشانیوں کی وجہ سے بہت تکلیف میں ہوں۔ صحابہ کرام۔ درویشانِ قادیان اور دیگر بزرگان کی خدمت میں دعا کے لئے درخواست کرتا ہوں۔ کہ خداوند کریم میری پریشانیوں اور مشکلات کو دور فرما کر تسکین و اطمینانِ قلب عطا فرما دے۔ میرزا الطاف الرحمٰن جونیئر بلونگ

یہ مصلح موعود کا مبارک زمانہ ہے
ہر احمدی کو چست ہونا چاہیئے۔ وہ جہاں کہیں ہو وہاں کے تعلیم یافتہ لوگوں کے اور لائبریریوں کا پتہ روانہ کرے۔ ہم انکو مناسب لٹریچر روانہ کریں گے۔ عبد اللہ الہ دین سکندر آباد۔ دکن

الفضل میں اشتہار دینا کلید کامیابی ہے

اگر آج احمدیوں کو اقلیت قرار دیا جائے تو کل دوسرے فرقے کب محفوظ رہیں گے؟

متعصبانہ حرکات کی وجہ سے کیا دنیا ہمیں بے وقوف اور مذہبی دیوانے نہ سمجھے گی؟

احراریوں کی شورش پر ہفتہ وار انگریزی اخبار "اسٹار" کا اداریہ

اب جبکہ احراری ۔ احمدی تنازعہ سے پیدا شدہ شور و غوغا کچھ مدہم ہو گیا ہے تو آئیے ہم ایک لمحہ کے لئے بیٹھ کر غور کریں کہ قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے اور چوہدری محمد ظفر اللہ خاں کو مرکزی وزارت سے علیحدہ کرنے کے جو مطالبات کئے جا رہے ہیں ان کے سیاسی نتائج کیا ہو سکتے ہیں؟

حکومت پاکستان نے حسب معمول نرم طریقے سے پوزیشن کو صاف کرنے کی کوشش کی ہے اور چوہدری ظفر اللہ خاں نے بھی جنیوا جاتے ہوئے ایک بیان دیا ہے مگر افسوس ہے کہ ابھی تک کسی نے اس سانپ کے سوراخ کو بند کرنے کی پوری کوشش نہیں کی اور نہ دلیری سے اس شورش کے خطرات کو واشگاف کیا ہے۔ ہمارا یہ ارادہ نہیں ہے کہ ہم مسئلہ کے مذہبی پہلو پر بحث کریں۔ کیونکہ سب مسلمان ختم نبوت پر متفق ہیں۔ ہمارے نزدیک جو خطرہ بڑا اہم ہے وہ یہ ہے کہ ایسی شورش پاکستان کو بطور ایک ایسی جدید قسم کی جمہوری ریاست کے سخت نقصان پہنچا سکتی ہے جو مشترک قومی ثقافت رکھ کر اور مشترک تاریخ مشترک رسم و رواج۔ مشترک مقاصد اور مطمح نظر مشترک معیار اور آرزوؤں سے باہم پیوست ہے۔ افسوس ہے کہ یہ تمام تنازعہ ایسی جذباتی فضا میں ہوا ہے کہ کوئی آدمی عقل کی بات سننے کو تیار نہیں لیکن ہم عصر جدید کے تقاضوں اور پاکستان کو پیش آمدہ حالات سے آنکھیں بند نہیں کر سکتے۔ ہمارا روئے سخن ان لوگوں کی طرف ہے جو اگرچہ تعداد میں تھوڑے ہیں مگر ان میں آنکھیں کھول کر دیکھنے کی صلاحیت ابھی کچھ باقی ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے فہمیدہ ناظرین ہمارے خیالات کو تسلیم کرنے سے پہلے حالات پر گہری اور دانشمندانہ نظر ڈالیں گے۔ کیا یہ مجرمانہ دیوانگی نہیں ہے کہ ہم اپنا وقت۔ قوت۔ جوش اور تعمیری فوائد ایسے معاملات پر ضائع کریں جو قوم کے وسیع مفادات کے مقابلہ میں نہایت حقیر اور بے وقعت ہیں۔

پاکستان ایسے ملک میں جہاں ابھی ہمیں اپنا دستور مکمل کرنا ہے۔ جہاں ابھی ہمیں زندگی اور موت کے سوالات حل کرنے ہیں . . . . جہاں مہاجرین ابھی تک تباہ حال پڑے ہیں۔ جہاں فاقہ کش عورتیں بد اخلاقی پر مجبور ہیں۔ جہاں گداگر اور معذور سینکڑوں کی تعداد میں آوارہ گردی کر رہے ہیں۔ جہاں پر بیماریاں، بھوک اور جہالت مستولی ہیں۔ کیا ہم ایسے مذہبی تنازعات میں الجھ سکتے ہیں ۔

جو ہمارے قومی اتحاد کی جڑیں کھوکھلی کر سکتے ہیں اور یہ تنازعہ بھی کیا ہے۔ ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہئیے کہ قادیانیت کے یہ مخالف مولوی جو اس وقت پیش پیش ہیں۔ اس فریق کے نمائندہ ہیں جس کے ارکان نے ماضی میں قائد اعظم اور علامہ اقبال تک کو بھی نہیں چھوڑا۔ بلکہ مولانا ظفر علی خاں کو بھی نہیں چھوڑا جو اس تحریک کے سالہا سال تک قائد رہے ہیں۔

بات یہ ہے کہ ان مولویوں نے جس طریقے سے کفر کے فتوے صادر کئے ہیں اس نے ان کے موقف کے نیچے سے زمین نکال دی ہے۔ یہ فتوے اس طرح بے سوچے سمجھے دئیے گئے ہیں کہ وہ عام مسلمانوں کے لئے کوئی اپیل نہیں رکھتے اور نہ ان کے کوئی معنے ہیں۔

دوئم:۔ اگر آج ہم قادیانیوں کو اقلیت قرار دیدیں تو کل ان پیشہ ور ملاؤں کو یہ مطالبہ کرنے سے کون روک سکتا ہے کہ شیعوں۔ وہابیوں اور آغاخانیوں کو بھی غیر مسلم قرار دیا جائے۔ اخراج کا طریق اگر جاری رہا تو اس کے انجام کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔ ہم تو اس خیال سے بھی کانپ اٹھتے ہیں کیا آپ بھی؟

سوئم:۔ تاریخ کا سبق یہ ہے کہ اگر کسی مذہبی فرقہ یا معاشی گروہ یا سیاسی پارٹی کو زبردستی دبا دیا جائے تو وہ مرتا نہیں ہے بلکہ زمین دوز ہو کر زیادہ خطرناک بن جاتا ہے۔ اگر ہم یہ فرض بھی کر لیں کہ قادیانی پاکستان کے لئے مفید نہیں تو ہمیں اس بات کا بھی پہلے سے اندازہ کر لینا چاہئیے کہ انہیں مسلمانوں سے نکالنے کے بعد کیا ان کا سوال اور زیادہ پیچیدہ نہیں بن جائے گا؟

چہارم:۔ اگر ہم تعصب سے اس طرح اقلیتیں پیدا کرتے جائیں۔ تو کیا ہم دنیا کی نظروں میں بے وقوف اور مذہبی دیوانے نہ سمجھے جائیں گے حالانکہ جمہوری رجحانات تو یہ ہیں کہ مختلف ثقافتی وحدتوں کو ملا کر یکجا کر دیا جائے اور ذات پات اور رنگ کے اختلافات مٹا دئیے جائیں تاکہ ایک قوم کہلانے کے لئے لوگوں میں مشترکہ شہریت کا شعور پیدا ہو۔

آؤ ہم سوچیں کیا ہم پاکستان کا یہ نقشہ پیش کرنا چاہتے ہیں کہ یہ ایک ایسا ملک ہے جہاں مذہب کو محض نمائشی رنگ دیدیا گیا ہے۔ جہاں مذہبی دیوانگی کا دور دورہ ہے۔ اور جہاں قانون محض تعصب ہے۔

پنجم:۔ اگر ہم احراری مولویوں اور ان کے پٹھوؤں کے کہنے پر قادیانیوں کو اقلیت قرار دیدیں۔ اور انہیں کلیدی آسامیوں سے محروم کر دیں۔ پھر اگر بھارت بھی ہمارے نقش قدم پر چل کر بھارت کے مسلمانوں کو ایسی اقلیت قرار دیدے جس کے ارکان ملک میں کسی کلیدی عہدے پر نہیں لگائے جا سکتے تو ہم اسکو کس طرح محسوس کریں گے؟ اگر ہم میں ذرا بھی دور اندیشی کا مادہ ہے اور ہم ایسی حرکت کے نتائج کا اندازہ کر سکتے ہیں تو ہمیں اپنے ملک میں حفاظتی تدابیر پر غور دیکھنا شروع کر دینا چاہیئے

ششم:۔ ہمیں یاد ہو گا کہ کشمیر پر ہمارے دعوے کی بنیاد اسی دلیل پر تھی۔ کہ ضلع گورداسپور میں مسلمانوں کی اکثریت تھی۔ اور اگر ریڈ کلف اس علاقہ کو بدنیتی سے پاکستان سے علیحدہ نہ کر دیتا۔ تو ریاست کشمیر خود بخود پاکستان کا ایک حصہ بن جاتی۔ اگر ہم قادیانیوں کو مسلمانوں سے علیحدہ کر دیں تو کیا ہماری یہ دلیل بے اثر نہیں ہو جائے گی؟

آخری سوال یہ ہے کہ چونکہ اس شورش کا مرکزی نشانہ چوہدری ظفر اللہ خاں ہیں۔ کیا ہم نے کبھی یہ سوچنے کی کوشش کی ہے کہ اگر ہم پاکستان کے وزیر خارجہ کو فی الفور وزارت سے علیحدہ کر دیں تو مشرق وسطیٰ اور مغرب کے اسلامی ممالک میں اس کا کیا رد عمل ہو گا۔ سوال یہ نہیں ہو گا۔ کہ وہ قادیانی ہیں یا نہیں۔ بلکہ اسباب کو پیش نظر رکھنا ہو گا۔ کہ چوہدری ظفر اللہ خاں کا غیر ممالک میں بطور ایک پاکستانی ترجمان کے کیا مقام اور کیا مرتبہ ہے۔ چونکہ اس کے متعلق دو رائیں نہیں ہو سکتیں۔ اس لئے اگر ہم احراری مطالبہ کو مان لیں۔ تو اس کے بین الاقوامی نتائج کے متعلق ہم کو کسی خوش فہمی میں مبتلا نہیں رہنا چاہیئے۔

ہم جو کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ آؤ ہم غور کریں۔ پھر غور کریں۔ اور پھر غور کریں کہ اگر ہم نے پاگل بننے کا عزم بالجزم کر لیا ہے۔ تو ہمارے پاگل پن میں بھی کچھ نہ کچھ نظم تو ہونا چاہیئے۔

ہفتہ وار "اسٹار" مورخہ ۲۳ اگست ۱۹۵۲ء

سرینگر میں پنڈت نہرو کی آمد کا مقصد

نئی دہلی ۲۳ اگست۔ کشمیری معاملات کے قریبی ذرائع کا بیان ہے کہ بھارتی وزیر اعظم پنڈت نہرو بظاہر آٹھ روز کے لئے تفریح کی غرض سے کشمیر آئے ہیں۔ لیکن اغلباً ان اختلافات کو دور کرنے کی کوشش بھی کریں گے جو ۲۱ سالہ یووراج کرن سنگھ کو ریاست کی سربراہی قبول کرنے سے روک رہے ہیں۔

ان مذاکرات کے قریبی حلقوں کا بیان ہے کہ اگرچہ پنڈت نہرو کو شہزادوں کے ساتھ کوئی اُنس نہیں ہے لیکن اگر یہ لوگ مفید ثابت ہو سکیں تو وہ ان سے کام لینے کے موقع کو ہاتھ سے نہیں دیں گے۔ بالخصوص جبکہ ان کی سربراہی جموں اور لداخ کے اختلافی رخنہ اندازیوں کو روک سکتی ہے

دریں اثناء پنڈت نہرو اقوام متحدہ کی کارروائی کی روشنی میں ریاست کے حالات پر بھی نظر ثانی کریں گے۔

توقع ہے کہ آپ ریاست سے فوجوں کے انخلاء کے مسئلہ پر بھی بات چیت کریں گے جس کے متعلق ڈاکٹر گراہم جنیوا میں گفت و شنید شروع کرنیوالے ہیں

سرکاری ذرائع نے عندیہ ظاہر کیا ہے۔ کہ پنڈت نہرو یہ جائزہ بھی لیں گے۔ کہ حفاظتی نقطۂ نظر کے لحاظ سے مزید فوجوں کو ہٹانا کہاں تک ممکن ہے۔ (اسٹار)

ایشیائی عرب بلاک مراکش کے مسئلہ پر غور کرے گا

نیویارک ۲۳ اگست۔ عرب ایشیائی بلاک کے ۱۳ مندوبین سوموار کو انڈونیشی مندوب کے دفتر میں جمع ہوں گے اس اجلاس میں مراکش کا مسئلہ زیر بحث آئے گا۔ اور اقوام متحدہ کی آئندہ جنرل اسمبلی میں اسکے متعلق بلاک کی پالیسی مرتب کی جائے گی۔

گزشتہ ہفتے کے دوران میں دو مراکشی لیڈر لگاتار ان مندوبین کے ساتھ تبادلۂ خیالات

ﷺ کرتے رہے ہیں۔

مراکش کے مسئلہ کو عراق کی تجویز پر ابتدائی اسمبلی کے ایجنڈے میں ۶۳ نمبر پر رکھا گیا ہے اور طونس کا مسئلہ ۱۳ ایشیائی عرب ممالک کی طرف سے ۶۲ نمبر پر ہے۔ ایجنڈے میں کل ۶۵ مسائل شامل ہیں یروشلم کے مسئلہ کو اسمیں شامل نہیں کیا گیا۔ (اسٹار)